کتاب نما

سفرنامہ ہند، پروفیسر محمد اسلم۔ ناشر: ریاض برادرز، ۴۰ اردو بازار لاہور۔ صفحات: ۵۱۹۔ قیمت: ۲۲۵ روپے۔

مصنف حرف آغاز میں لکھتے ہیں: "راقم الحروف نے ۱۹۵۰ سے ۱۹۸۶ تک بھارت کے تاریخی، علمی، دینی اور روحانی مراکز کے بار بار دورے کیے اور بعض اوقات اچانک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں کبھی کسی بھارتی مسلمان اسکالر کے قدم بھی نہ پڑے تھے۔ چہ جائیکہ کوئی پاکستانی اسکالر وہاں پہنچتا"۔ بلاشبہ اس بیان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ بھارت کا ایسا مفصل اور اتنے کثیر مقامات کا سفرنامہ نہیں لکھا گیا۔ مصنف پنجاب یونی ورسٹی میں شعبہ تاریخ کے پروفیسر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے بقول: ملفوظات کے موضوع پر، مخطوطات کی تلاش میں بھارت کی بڑی بڑی لائبریریوں کی خاک چھانی ہے اور اس طرح تمام اہم درگاہوں میں حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔ بھارت کے دینی اور روحانی مراکز کو ایک سے زائد مرتبہ دیکھا ہے۔ اس طرح (انھیں) وہاں بہت سے اساطین علم سے ملنے کا شرف حاصل ہوا جو، اب دنیاے فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔

پروفیسر موصوف کے بعض اسفار کی روداد پاکستانی جریدوں ("بینات" "الحق" اور "العلم") میں شائع ہوتی رہی ہے۔ اب انھیں متعدد اضافوں کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ ان اقساط کو یکجا کرتے ہوئے ترتیب زمانی کو مدنظر رکھا جاتا تو بہتر تھا۔ بہ حالت موجودہ بھی یہ ایک دلچسپ اور حد درجہ قابل مطالعہ سفرنامہ ہے۔ کسی کتاب کی مقبولیت بڑی حد تک اس کی مطالعہ پذیری (readability) پر منحصر ہوتی ہے، اس لحاظ سے "سفرنامہ ہند" ایک کامیاب سفرنامہ ہے اور اپنے مخصوص انداز کا بھرپور تاثر پیش کرتا ہے۔

مصنف کو قبروں، قبرستانوں اور مقبروں اور مزاروں سے غایت درجہ دلچسپی ہے۔ کسی مقام پر اچانک کسی بزرگ کی قبر کا انکشاف انھیں مسرت و شادمانی سے سرشار کر دیتا ہے۔ وہ بھارت کے طول و عرض میں بڑے بڑے معروف شہروں سے لے کر دور دراز قصبوں اور دیہاتوں تک میں مدفون بزرگان دین کی قبروں تک پہنچے۔ اس ضمن میں ان کی معلومات وسیع اور حیرت انگیز ہیں۔ وہ علم الانساب پر بھی دسترس رکھتے ہیں۔ انھوں نے اکثر و بیشتر قبروں کے کتبے اور الواح بھی نقل کر دی ہیں۔

پروفیسر محمد اسلم، قاری کی انگلی پکڑ کر لیے چلتے ہیں اور ایک ماہر اور باخبر راہنما کی طرح اسے قریہ بہ قریہ

اور کو بہ کو بہ گھماتے اور مقابر و مزارات دکھاتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ ایک طرح کی رننگ کمنٹری بھی کرتے چلے جاتے ہیں۔ تاریخی معلومات کے ساتھ' وہ کہیں کہیں جغرافیائی حدود اربعہ بھی بتا دیتے ہیں۔ کبھی کچھ تبصرہ بھی ہو جاتا ہے۔ آگرے میں اکبر کے مقبرے تک پہنچے تو بتایا ہے کہ اسے مغلوں کے آخری دور میں بڑا نقصان پہنچا۔ چورامن جاٹوں نے اکبر کی قبر کھدوا کر' اس کی ہڈیاں جلا کر' اس کی راکھ جمنا میں بہا دی اور مقبرے سے چاندی کے دروازے اور کھڑکیاں اکھاڑ کر لے گئے (ص ۳۶۱)۔

دیوبند میں پروفیسر موصوف نے بانی دارالعلوم دیوبند' مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا اصل وصیت نامہ دیکھا جس میں یہ درج ہے کہ مدرسے کے لیے حکومت سے کسی بھی قسم کی امداد قبول نہ کی جائے اور زمینداروں اور جاگیرداروں سے مستقلاً کوئی رقم وصول نہ کی جائے' اس مدرسے کو محض توکل علی اللہ چلایا جائے۔ بعض واقعات سے مسلم بادشاہوں کی وسیع القلبی خصوصاً اورنگ زیب عالمگیر کی بے تعصبی اور غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے شواہد ملتے ہیں (ص ۳۰۹)۔

سفرنامہ پڑھتے ہوئے احساس یہ ہوتا ہے کہ پروفیسر موصوف "ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں" کی کیفیت سے دوچار ہیں۔ وہ کہیں تو ایک ایک' دو دو روز رکتے ہیں' کہیں فقط چند گھنٹے قیام کرتے ہیں اور کسی مقام پر چند لمحوں کے لیے' زیارت قبور کرنے کے بعد' وہاں سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی ایک بڑی دلچسپی کتب خانوں' کتابوں اور مخطوطات سے ہے۔ وہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ جیسے شہرہ آفاق کتب خانے سے لے کر احمد آباد کی ودیا سبھا لائبریری تک میں گئے' مطلوبہ معلومات جمع کیں اور بعض نادر مخطوطات نقل کیے۔ ایک ایک دن انھوں نے پنجاب یونی ورسٹی پٹیالہ اور پنجاب یونی ورسٹی چنڈی گڑھ میں' وہاں کے پروفیسروں کی معیت میں بھی گزارا۔

"سفرنامہ ہند" میں بھارت سے متعلق طرح طرح کی معلومات ملتی ہیں۔ مختلف شہروں اور قصبوں کا محل وقوع اور ان کے درمیانی فاصلے' بہتر ذریعہ سفر' کسی شہر کی وجہ شہرت یا اس سے متعلق کوئی معروف شخصیت یا کوئی تاریخی واقعہ وغیرہ۔ منماڑ سے اورنگ آباد جاتے ہوئے ریل کے سفر میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ بتاتے ہیں کہ میں رات کا کھانا تناول کرنے ریلوے کے ریستوران میں گیا۔ اتفاق سے ایک مسافر' جو ٹرین میں میرے برابر والی سیٹ پر سفر کر چکا تھا' وہاں موجود تھا۔ میں نے ویجی ٹیرین کھانے کا آرڈر دیا۔ اس نے بھی کھانا منگوایا۔ ہم آمنے سامنے میز پر بیٹھے تھے۔ اس نے ایک ہتھیلی پر گلاس سے پانی ڈالا اور اسے اپنے سامنے میز پر اس انداز سے گرایا کہ اس کے اور میرے درمیان پانی کی دیوار حائل ہو گئی۔ اس سے وہ ایک مسلمان کے مسموم اثرات سے اپنے کھانے کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ میں دیر تک اس کی ذہنیت کے بارے میں سوچتا رہا۔ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ اس طرح مسلمانوں کے خلاف نفرتیں نہ رکھتے اور